AL-ʻULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June2023), 4:1(71-89)

توقیر مصطفیٰ ﷺ کی مختلف جہتیں اور ان کی عصری معنویت: کتاب الشفا کا اختصاصی مطالعہ

1. **حبیب اللہ**، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلام آباد پوسٹ گریجویٹ کالج، ایچ ایٹ، اسلام آباد
2. **ضیاء المصطفیٰ** لیکچرار الکرم انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ، بھیرہ

Various Dimensions of the Honour of Mustafā (peace be on him) and its Contemporary Significance: A Case Study of *Kitāb ʻl Shifā*

1. **Habibullah (PhD)** Associate Prof. Islamabad Postgraduate College, H-8, Islamabad
2. **Zia ul Mustafa** [1] Lecturer, Al-Karam International Institute, Bherah

Keywords:
Sīrah, honour, dimensions, significance, *Kitāb ʻl al-Shifā*

Abstract: *Kitāb ʻl al-Shifā* is a well-known book by al-Qazi Abul Fazl ʻAyyad al-Hasabī. This book intends the rights of Mustafā (peace be on him) which granted by Allah Almighty. Sirah literature discusses these rights with different dimensions to give honour to the Prophet Muhammad (peace be on him). God described these dimensions like probation of calling him with his wrong words, rising voice on his voice etc. Furthermore, with the different aspects of his glory there are mentioned, his likeness, characteristics and miracles, while the second part includes the rights of the Holy Prophet (peace be on him) which are obligatory for the Ummah. In *Kitāb ʻl al-Shifā* these various rights of the Holy Prophet (peace be on him) have been mentioned with great evidence and in a faith-inspiring manner. This article highlights the aspects of rights according to *Kitāb ʻl al-Shifā.*

Habibullah & Zia ul Mustafa (2023), Various Dimensions of the Honour of Mustafā and its Contemporary Significance: A Case Study of Kitāb ʻl Shifā, Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies, 4(1)

[1] Corresponding author Email: Pis07203041@student.uol.edu.pk

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم بنایااور آپ کی توقیر کا قرآن کریم میں خصوصی حکم ارشاد فرمایااور آپ کی توقیر کے امور کو ترک کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعید سے ڈرایا۔ آپ ﷺ کی توقیر کی مختلف جہات ہیں۔ جب بھی کسی سے کلام کیاجاتاہے تو سب سے پہلے کسی کو مخاطب کرنے کے لئے متوجہ کیاجاتاہے اور پکارا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کو متوجہ کرنے کے لئے عمدہ الفاظ کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور توہین آمیز ذو معنٰی الفاظ استعمال کرنے سے منع کیا گیاہے۔جب توجہ کے بعد گفتگو کا آغاز ہو جاتا ہے تو بعض اوقات ایک بندے کی آواز مخاطب کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے اور اس میں مخاطب کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم ارشاد فرمایاہے۔اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی توقیر میں اس امر کو بھی شامل کیا گیاہے کہ جب آپ ﷺ کوئی فیصلہ فرمائیں تو آپ ﷺ کے فیصلے سے تجاوز نہ کیاجائے۔

کتاب الشفاء سیرت طیبہ کی معروف ومتداول کتب میں سے ایک ہے،اس میں سیرت طیبہ کے ساتھ ساتھ رسول کریم ﷺ کے ان متعدد حقوق کا تذکرہ بڑے مدلل اور ایمان افروزانداز سے کیا گیاہے،جن کا ادا کرنا امت پر لازم ہے۔ان جملہ حقوق میں سے آپ ﷺ کا ایک حق آپ ﷺ کی توقیر بجالانا بھی ہے۔صاحب کتاب الشفا قاضی عیاض(متوفی:544ھ)نے اس کتاب میں حضورسید عالم ﷺ کے اس حق پر متعدد مقامات پر متعدد پہلوؤں سے کلام فرمایاہے۔ آج کے دور میں بھی اس جہت کی طرف متوجہ کروانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کا اسم گرامی لیتے ہوئے بسا اوقات عامیانہ انداز اختیار کیاجاتاہے ۔ نیز در اقدس پر حاضری دیتے ہوئے بھی بسا اوقات آوازوں کو پست نہیں رکھا جاتا ہے۔ نیز احادیث الاحکام میں بیان شدہ امور کو بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔اس لئے ان امور کی طرف متوجہ کرناضروری ہے جن کی افادیت آج بھی مسلمہ ہے اور ہر دور میں امت کی رہنمائی کے لئے مشعل راہ کا کام دے گی۔ اس آرٹیکل میں کتاب الشفا کی روشنی میں توقیر مصطفیٰ ﷺ کی مختلف جہتیں واضح کرنے کی سعی بلیغ کی جائے گی اور عصر حاضر میں ان کی معنویت کو واضح کیاجائے گا۔

قاضی عیاض اور کتاب الشفا کا مختصر تعارف

سب سے پہلے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے احوال کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد بغیر طوالت کے کتاب الشفاء کا تعارف پیش کیا جائے گا اور پھر توقیر کلام مصطفیٰ ﷺ کی مختلف جہات کو بیان کیا جائے گا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا نام عیاض والد گرامی کا نام موسیٰ، دادا جان کا نام عیاض[1] اور کنیت ابو الفضل ہے۔[2] آپ علیہ الرحمۃ کا شجرہ نسب اس طرح ہے: عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون بن موسیٰ بن عیاض بن محمّد ابن عبد اللہ بن موسیٰ بن عیاض الیحصبي السبتي[3]۔ جب کہ "وفیات الاعیان" میں عمرون کی جگہ عمرو بیان ہوا ہے[4] الیحصبی یحصب بن مالک کی طرف نسبت ہے اور حمیر یمن میں ایک قبیلہ ہے[5] اور السبتی سبتہ شہر کی طرف نسبت ہے جو کہ مغرب میں ایک مشہور شہر ہے[6]۔ آپ علیہ الرحمۃ کی ولادت 476ھ میں ہوئی۔[7] آپ علیہ الرحمۃ اندلس میں علم حاصل کرنے کے لئے آئے اور قرطبہ میں ابو عبد اللہ محمد بن علي بن حمدین، ابو الحسین سراج بن عبد الملک بن سراج، اور شیخ ابو محمد بن عتاب وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ آپ کو ابو علي الغساني نے روایت حدیث کی اجازت دی[8]۔ پہلے سبتہ پھر غرناطہ کے قاضی مقرر ہوئے[9]۔ آپ کی تصانیف میں الشفاء في شرف المصطفی، ترتیب المدارك وتقريب المسالك في

1- ابو زکریا محي الدين يحيٰ بن شرف النووی، تهذيب الأسماء واللغات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 2:43۔
2- جمال الدين ابو الحسن علي بن يوسف القفطی، إنباه الرواة على أنباه النحاة (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س ن)، 2:363۔
3- ابو العباس شہاب الدين احمد بن محمد تلمسانی، أزهار الرياض في أخبار القاضي عياض (قاہرہ: مطبعۃ لجنۃ التألیف والترجمۃ والنشر، س ن)، 1:23۔
4- ابو العباس شمس الدين احمد بن محمد ابن خلکان، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان (بیروت: دار صادر، 1900م)، 3:483۔
5- ابو الحسن علي بن (سلطان) محمد الملا القاري، شرح الشفاء (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1421ھ)، 1:9۔
6- عبد اللہ بن سعید بن محمد عبادي، منتهى السؤل على وسائل الوصول الى شمائل الرسول ﷺ: (جدہ: دار المنہاج، 1426ھ)، 1:77۔
7- عبد الرحمن بن ابي بكر جلال الدين السيوطي، طبقات الحفاظ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1403ھ)، 470۔
8- ابو القاسم خلف بن عبد الملك بن بشكوال، الصلة في تاريخ ائم الاندلس (مکتبہ الخانجی، 1374ھ)، 1:429۔
9- شمس الدين ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ذہبي، العبر في خبر من غبر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 2:476۔

ذكر فقهاء مذهب مالك،العقيدة، شرح حديث أم زرع،جامع التاريخ الذي أربى على جميع المؤلفات جمع فيه أخبار، ملوك الأندلس، مشارق الأنوار في اقتفاء صحيح الآثار من الموطأ والصحيحين مشہور ہیں[10]۔ آپ کا وصال 544ھ کو ہوا[11] اور باب آیلان کے پاس دفن ہوئے[12]۔

کتاب الشفاء کا کے پورے نام میں مختلف روایات بعض حضرات نے اس کا نام الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ بعض نے الشفاء بالتعریف بحقوق المصطفیٰ ﷺ[13] بعض نے الشفاءفی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ[14] جب کہ بعض نے الشفاء فی شرف المصطفیٰ ﷺ[15] بیان کیا ہے۔ اول الذکر زیادہ مشہور ہے۔ اس کتاب کو تصنیف کرتے ہوئے مصنف علیہ الرحمۃ نے کتاب اللہ، صحاح ستہ، مسانید، معاجم، کتب فقہ وغیرہ سے استدلال کیا ہے۔ یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصے کو القسم کا نام دیا گیا ہے۔ قسم اول اور قسم ثانی چار چار ابواب پر مشتمل ہیں۔ قسم ثالث دو، جب کہ قسم رابع تین ابواب پر مشتمل ہے۔ القسم الاول میں اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت، آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توصیف، آپ ﷺ کے تکمیل محاسن اور معجزات وغیرہ کو ذکر کیا گیا ہے اور القسم الثانی میں آپ ﷺ پر ایمان، آپ کی اطاعت واتباع، آپ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ کے اوامر کی تعظیم اور آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے جیسے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ القسم الثالث

10- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 68:4۔

11- شمس الدین ابو المعالي محمد بن عبد الرحمن بن الغزي، دیوان الاسلام (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ)، 273:3۔

12- شهاب الدین ابو العباس احمد بن خالد بن محمد الناصري الدرعي الجعفري السلاوی، الاستقصا لاخبار دول المغرب الاقصی (الدار البيضاء: دار الکتاب، س ن)، 206:2۔

13- ابو عبد اللہ محمد بن ابي الفيض جعفر بن ادريس الحسني، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفه (دار البشائر الاسلامیہ، 1421ھ)، 106۔

14- ابو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن اسعد اليافعي، مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ)، 216:3۔

15- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 68:4۔

میں آپ ﷺ کی عصمت اور خصائص کا تذکرہ ہے اور القسم الرابع آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کے احکام واضح کئے گئے ہیں۔

توقیر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ توقیر باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ اصلیہ و۔ق۔ر۔ ہے۔ اگر اس کا مصدر "وقرا" ہو تو اس وقت یہ باب سمع یسمع سے ہوتا ہے اور اس وقت اس میں کان کے بوجھل ہونے اور ثقل سماعت کا مفہوم پایا جاتا ہے[16] اور قرآن کریم میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ جبکہ وقر فلان وقارا وقرۃ کا مطلب ہے: فلاں سنجیدہ اور متین ہو گیا وقر الشيء في قلبه وقرا کا مطلب ہے کوئی چیز کسی کے دل میں بیٹھ گئی[17] اور جب یہی مادہ باب تفعیل میں استعمال ہو تو اس میں کسی کو بڑا ماننے اور اس کی تعظیم کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ وقر الشیخ کا معنی ہے بجّله وعظّمه یعنی وہ اس کے آداب بجالایا اور اس نے اس کی عزت کی[18]۔ اس سے واضح ہے کہ توقیر کا اصطلاحی مفہوم کسی کی تعظیم بجالانا اور اس کا احترام کرنا ہے۔

حضور ﷺ کے کلام کی تعظیم بجالانے کی مختلف جہات

یہ انسانی جبلت ہے کہ یہ اپنے محسن کا احترام کرتا ہے جو اسے کسی بھی نعمت کے ملنے کا سبب ہو یہ اس سے محبت بھی کرتا ہے اور اس کی تعظیم بھی بجالاتا ہے۔ اس لئے یہ اپنے استاد اور اپنے والدین کا احترام کرتا ہے اور اس احترام اور تعظیم کا تقاضا ہے کہ کلام میں بھی ان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے والدین سے گفتگو کا طریقہ قرآن کریم میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾[19]

(ان دونوں کے سامنے اف تک نہ کہو بلکہ ان کے ساتھ نرمی سے بات کیا کرو۔)

رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی باعث تکوین روزگار ہے۔ انسانیت کو ایمان اور دیگر نعمتیں آپ ہی کے تصدق سے ملی ہیں۔ اس لئے ہر مومن آپ سے محبت بھی کرتا ہے اور آخری حد تک آپ ﷺ کا احترام بھی بجالاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعظیم ایمان کے کامل ہونے کی بھی علامت ہے اور ایمان کو مکمل کرنے کا ذریعہ بھی۔ چونکہ

16- ابو عبد الرحمن الخلیل بن أحمد بن عمرو بن تمیم الفراهیدي البصري، کتاب العین (دار ومکتب الھلال، س ن)، 206:3۔

17- مولانا وحید الزمان قاسمی، **القاموس الوحید** (لاہور: دار الاشاعت، س ن) 1881:2۔

18- لوئیس معلوف، **المنجد** (ایران: انتشارات اسماعیلیان۔ 912م، مادہ وقر۔

19- القرآن، 23:17۔

انسان ایسے نازک اور حساس معاملات میں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی توقیر بجالانے کے متعدد طریقے بیان کئے ہیں اور صاحب کتاب الشفا نے ان سے بڑی عمدگی سے استدلال کرتے ہوئے حضور ﷺ کے کلام کی توقیر بجالانے کے مختلف اسالیب واضح فرمائے ہیں جو جیسے اس وقت واجب العمل تھے ایسے ہی آج بھی واجب العمل ہیں۔ ان کے چند پہلو ملاحظہ ہوں۔

1. دورد و سلام اور توقیر مصطفیٰ ﷺ

کسی سے کلام کے آغاز کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سلام دعا کے ساتھ کیا جائے۔ اور پھر گفتگو کی جائے اور یہ صرف زندگی میں ہی نہیں بلکہ زیارتِ قبور کی وقت بھی حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم ان کلمات کے ساتھ ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[20]

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے نبی کریم ﷺ پر سلام کی تین جہات کو بیان کیا۔ پہلی جہت کا تعلق آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ سے ہے: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ کے پاس حاضری کے وقت سلام عرض کریں۔ جب کہ دوسری جہت کا تعلق آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہے کہ آپ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں سالم عرض کرنا ہے۔ جب کہ تیسری جہت کا تعلق آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ بھی ہے اور بعد از وصال بھی کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے یا سنا جائے تو آپ ﷺ پر دورد و سلام پڑھا جائے۔[21]

اس بات کا عصر حاضر میں بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے تحریراً یا تقریراً یا سماعت کیا جائے تو نبی کریم ﷺ پر دورد و سلام بھیجنے کا اہتمام کیا جائے۔

2. نداء کے وقت توقیر مصطفیٰ ﷺ کا لحاظ رکھنا

سلام و دعا کے بعد کلام کرنے کے لئے نام لے کر پکارا جاتا ہے۔ اس معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی توقیر و تعظیم کا خیال رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا: نبی کریم ﷺ کو پکارنے کے لئے وہ اسلوب اختیار نہیں کرنا جو ایک دوسرے کو پکارنے کے لئے کرتے ہو۔ قرآن کریم میں حکم ارشاد ہوا:

20- القرآن، 56:33۔

21- ابو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي، الشفا بتعريف حقوق المصطفى (قاہرہ: دار الفکر الطباعة والنشر والتوزيع، 1409ھ)، 60:2۔

﴿لا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾[22]

اس آیت کریمہ کی روشنی میں قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے نبی کریم ﷺ کو نداء کرنے کا طریقہ یہ بتایا کہ آپ کو آپ کے صفاتی اسماء سے نداء دی جائے۔ اور وہ طریقہ کار نہ اختیار کیا جائے جیسا ہم ایک دوسرے کو آپس میں پکارنے کے لئے اختیار کرتے ہیں اور ذاتی نام لے کر پکارتے ہیں۔[23]

3. توجہ طلب کرتے ہوئے مشترک اور ذو معنی الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت

جب انسان کسی سے کلام کرتا ہے تو بعض اوقات توجہ طلب کرنے کے لئے مختلف الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ کبھی ان میں ادب کا پہلو ملحوظ رکھا جاتا ہے جیسے دیکھئے، سنیئے، دیکھیں اور سنیں وغیرہ اور کبھی نہیں جیسے سن، دیکھ، سنتے ہو، دیکھتے ہو وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کی اس جہت میں بھی حضور اکرم ﷺ کا ادب سکھایا کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی کے متعلق مشترک الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ یعنی آپ ﷺ سے توجہ طلب کرتے ہوئے ایسے الفاظ کا استعمال ممنوع ہے جو اگرچہ اس معنی کے لحاظ سے بذات خود صحیح ہوں۔ لیکن ان کا کوئی ایسا دوسرا معنی ہو جس سے آپ ﷺ کی توہین یا تنقیص کا کوئی پہلو نکل سکتا ہو اور انسان پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ سے توجہ طلب کرتے ہوئے ایسے صریح اور اعلیٰ الفاظ کا استعمال کرے کہ بعد میں اس کی وضاحتیں اور تاویلات کرنے کی نوبت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُواْ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[24]

(اے ایمان والو! راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو اور (آپ کے فرامین کو) توجہ سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے)۔

اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یہ ہے کہ یہود نے راعنا کے لفظ کو ایک دوسرے معنی میں استعمال کر کے حضور ﷺ کی تنقیص کا پہلو تلاش کر لیا تھا تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اس مشترک لفظ کے استعمال سے ہی منع فرما دیا اور اس مقصد کیلئے دوسرا لفظ استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ علامہ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں:

ذالک ان الیھود کانوا یعانون من الکلام مافیه توریة لمایقصدونه من التنقیص-[25]

-22 نفس مرجع، 60:2۔

-23 نفس مرجع، 36:2۔

-24 القرآن، 104:2۔

-25 ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم (قاہرہ: دار الحدیث، س ن)، 141:1۔

(اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس لئے دیا کیونکہ یہود اس بات کا ایسا معنی لیتے تھے جس سے وہ (شان رسالت مآب ﷺ میں) تنقیص کا قصد کرتے تھے)۔

اس آیۃ کریمہ سے حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم کے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے صاحب کتاب الشفا قاضی عیاض الیحصبی فرماتے ہیں:

وذالک ان الیهودکانوا یقولون راعنا یامحمدای ارعنا سمعک واسمع منا ویعترضون فنهي الله المومنين عنها لان لا يتواصل بها الكافر والمنافق الى سبه والاستهزاء به وقيل لما فيه من مشاركة اللفظ لانها عند اليهود بمعنى اسمع لاسمعت وقيل بل لمافيه من قلة الادوعدم توقير النبيﷺ وتعظيمه لاها في لغة الانصار بمعنى ارعک نرعک فنهوا عن ذلک اذ مضمنه انهم لايرعونه الا برعايته لهم وهو واجب الرعاية بكل حال.[26]

(یہ ممانعت اس لیے ہے کہ یہودی کہتے تھے "راعنا یا محمد" یعنی سننے میں ہماری رعایت کیجیے اور ہماری بات سنیں۔ اور وہ (در حقیقت اس سے) تعریض کرتے تھے (اور اس سے تنقیص کا معنیٰ مراد لیتے تھے) تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان سے مشابہت سے منع فرمادیا اور مومنوں کو اس سے روک کر اس سبب کو ہی جڑ سے کاٹ دیا تاکہ کوئی کافر یا منافق اس سبب سے حضور ﷺ کی توہین نہ کر سکے اور نہ ہی آپ کا تمسخر اڑا سکے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں ممانعت اس لئے فرمائی گئی؛ کیوں کہ الفاظ میں مشارکت ہے۔ کیونکہ یہود کے نزدیک اس کا مطلب تھا اسمع لا سمعت (سنیے آپ کی نہ سنی جائے) اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ممانعت اس لیے کی گئی کیونکہ ادب کی کمی ہے۔ اس میں حضور ﷺ کی توقیر نہیں۔ کیونکہ لغت انصار میں اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ہماری رعایت کریں، ہم آپ کی رعایت کریں گے تو انہیں اس لفظ کے استعمال سے ہی منع فرمادیا گیا۔ کیونکہ اس میں ضمنا یہ بات پائی جاتی تھی کہ اگر آپ ان کی رعایت کریں گے تو آپکی رعایت کریں گے۔ جب کہ آپ ﷺ کی رعایت ہر حال میں واجب ہے۔)

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق ایسا لفظ استعمال کرنا ممنوع اور حرام ہے جو ایک معنی کے لحاظ سے اگرچہ صحیح ہو لیکن وہ لفظ ذو معنی ہو اور اس کے کسی بھی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے، حضور ﷺ کی تنقیص کا پہلو نکل سکتا ہو۔ اور آدابِ بارگاہ رسالت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ آپ کی شان ہمایوں کے متعلق ایسا لفظ نہ بولا جائے جس کی بعد میں توجیہات اور تاویلات کرنی پڑیں۔

26- القاضی ابو الفضل بن عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 2:131۔

4. حضور ﷺ سے سبقت

قرآن مجید میں رسول کریم ﷺ کی توقیر اور آپ ﷺ کی تعظیم کے جو پہلو بیان کئے گئے؛ ان کا ایک مظہر یہ ہے کہ کسی بھی کام میں رسول کریم ﷺ سے سبقت لے جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞ﴾[27]

(اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے)۔

یہاں جس تقدم یا پیش قدمی سے منع کیا گیا ہے اس میں صرف چلتے ہوئے آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا ہی مراد نہیں ہے بلکہ آپ سے پہلے کوئی فیصلہ کرنا اور آپ کے کسی حکم پر مطمئن نہ ہونا، سب کچھ اس تقدم میں شامل ہے۔ مثلاً حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی انسان کسی مجبوری کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قادر نہیں ہے تو اسے تیمم کرکے عبادت کرنی چاہیے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ تیمم کرنے پر میرا دل مطمئن نہیں ہوتا تو وہ بھی اس تقدم اور پیش قدمی کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ قاضی ثناء اللہ مظہری اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمعنى لا تقولو قولا ولاتفعلوا شيئا قبل ان يحكمانه قال الضحاك يعني في القتال وشرائع الدين لاتقضوا امرا دون الله ورسوله قال ابوعبيده يقول العرب لاتقدم بين يدى الامام وبين يدى الاب اى لاتعجل بالامر والنهي دونه قيل المراد بين يدى رسول الله وذكر الله تعظيما له واشعارابان التقديم على رسول الله كان تقديما على الله تعالىٰ فانه من الله بمكان يوجب اجلاله اجلالا به وسوء الادب به سوء ادب بالله-[28]

(اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے فیصلے سے پہلے نہ کوئی بات کرو اور نہ کوئی کام کرو۔ ضحاک کہتے ہیں: جہاد اور دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ نہ کرو۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: اپنے امام اور اپنے باپ سے آگے نہ بڑھو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امر و نہی میں ان سے عجلت نہ کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں رسول کریم ﷺ سے آگے بڑھنے کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی تعظیم کے لئے ہے اور یہ شعور دلانے کے لئے ہے کہ رسول کریم ﷺ سے آگے بڑھنا دراصل اللہ تعالیٰ سے تقدم کا (جرم شنیع) کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو وہ مقام رفیع عطا فرمایا ہے کہ آپ کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے اور آپ سے سوئے ادب کا معاملہ کرنا، دراصل اللہ تعالیٰ سے سوئے ادب کا معاملہ کرنا ہے۔)

صاحب کتاب الشفا نے اس آیۃ کریمہ سے توقیر نبوی ﷺ کے جن پہلوؤں کو اجاگر کیا، دنیائے محبت میں ان کی ایک منفرد اور نمایاں شان ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

27- قاضی محمد ثناء اللہ المظہری، التفسیر المظہری (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س ن)، 6:388۔

28- القرآن، 49:1۔

ونہی عن التقدم بین یدیه بالقول وسوء الادب بسبقه علی الکلام علی قول ابن عباس وغیره وهو اختیار ثعلب وقال سهل بن عبد الله لاتقولوا قبل ان یقول واذا قال فاستمعوا له وانصتوا ونهوا عن التقدم والتعجل بقضاءامر قبل قضائه فیه وان یفتاتوا بشيء في ذلک من قتالا وغیره من امر دینهم الا بامره ولایسبقونه به والی هذا یرجع قول الحسن ومجاهد والضحاک والسدی والثوری-[29]

(اور اللہ تعالی نے بات کرنے میں رسول کریم ﷺ سے آگے بڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے اور اسے بے ادبی قرار دیا ہے زیہ حضرت ابن عباس وغیرہ کا موقف ہے اور اس کو ثعلب نے اختیار کیا ہے زحضرت سھل بن عبداللہ فرماتے ہیں: اس سے مرادیہ ہے کہ آپ کے ارشاد فرمانے سے پہلے کوئی بات مت کہو اور جب آپ ﷺ کوئی ارشاد فرمائیں تو آپ کی بات ہمہ تن گوش ہو کر سنو اور خاموش رہو اور آپ کے فیصلے سے قبل کسی بھی معاملے میں فیصلے کی جلدی کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا گیا اور اس سے بھی منع کر دیا گیا کہ وہ جہاد یا دین کے کسی بھی معاملے میں آپ کے حکم کے علاوہ کوئی اور حکم دیں اور نہ ہی وہ کسی بھی لحاظ سے آپ سے پیش قدمی کریں۔ حضرت حسن، مجاہد، ضحاک، سدی اور سفیان ثوری کی رائے بھی یہی ہے۔)

پھر اسی آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے سمیع اور علیم ہونے کو بیان کیا گیا۔ آیہ کریمہ کے ان اختتامی کلمات کا ممانعت تقدم سے ربط بیان کرتے ہوئے ہوئے صاحب کتاب الشفا فرماتے ہیں:

ثم وعظهم وحذرهم مخالفم ذلک فقال وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (الحجرات:1)قال الماوردي اتقوه یعني في التقدم وقال السلمی اتقوا الله(في اهمال حقه وتضیع حرمته انه سمیع لقولکم علیم بفعلکم[30].

اس کے بعد اللہ تعالی نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں اس حکم کی مخالفت سے ڈرایا اور فرمایا: ”اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تعالی سب کچھ سننے والا خوب جاننے والا ہے“ ماوردی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ سے پیش قدمی کرنے کے معاملہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو اور سلمی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے اور آپ کی عزت و تکریم نہ کرنے کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالی تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمھارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کی توقیر و تعظیم کا یہ پہلو پہلے کی طرح آج بھی وہی اہمیت رکھتا ہے جو عہد نبوت میں تھی۔ آپ کے کسی حکم سے مطمئن نہ ہونا، آپ کے کسی فیصلے پر کوئی الگ رائے رکھنا اور آپ کے کسی حکم کو کسی بھی تاویل سے کافی نہ سمجھنا، دراصل تقدم من اللہ ورسولہ ہی ہے اور یہ ممنوع اور حرام ہے۔

29- قاضی عیاض، کتاب الشفاء، 2:23۔

30- نفس مصدر۔

5. نبی ﷺ سے کلام کرتے ہوئے آوازیں پست کرنا

قرآن مجید میں رسول کریم ﷺ کے کلام کی توقیر و تعظیم بجالانے کا ایک پہلو یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہیں کرنا چاہیے ورنہ انسان کے اعمال برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ﴾[31]

(اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی (کریم ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی ان کے سامنے اس طرح بولو جیسے ایک دوسرے سے بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو)۔

یہ آیت کریمہ نازل تو اس وقت ہوئی تھی جب کسی معاملے میں غیر شعوری طور پر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی آوازیں بارگاہ نبوی میں بلند ہو گئیں تھیں۔ لیکن توقیر کلام نبوی ﷺ کا یہ حکم آج بھی باقی ہے اور ہر دور میں باقی رہے گا۔ جس طرح حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اس وقت آواز بلند کرنا منع تھا، ایسے ہی آج بھی آپ کے روضہ اقدس کے پاس آوازیں بلند کرنا منع ہے۔ جیسا ادب آپ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت لازم تھا۔

حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم آج بھی اسی طرح ہے، جس طرح آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کے وقت تھی۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں: خلیفہ ابو جعفر نے مسجد نبوی میں حضرت امام مالک سے مناظرہ کیا۔ امام مالک نے انہیں فرمایا:

یاامیر المومنین لا ترفع صوتک في هذا المسجد فان الله تعالى ادب قوما لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ ومدح قوما إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ وذم قوما إِنَّ ٱلَّذِينَ يُنَادُونَكَ وان حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان لها ابوجعفر-[32]

اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: تم اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی: إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ الخ کہ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ الخ اور دوسری قوم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ الخ اور بے شک رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ کا احترام اسی طرح لازم اور واجب ہے جیسے آپ کی ظاہری حیات میں تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔

6. نبی ﷺ کے کلام کو روایت کرتے ہوئے ادب کا خیال رکھنا

آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بیان کے وقت بھی ایسے ہی ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے جیسے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کلام کرتے ہوئے ضروری ہے۔ صاحب کتاب الشفا قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے اس آیۃ کریمہ سے

31- القرآن، 2:49۔

32- قاضی عیاض، نفس مصدر،، 28:2۔

توقیر نبوی ﷺ کے جن پہلوؤں کو جس رقت انگیز اور وجد آفریں انداز میں بیان کیا ہے۔ اس میں ان کا منفرد مقام ہے۔ وہ اس تناظر میں فرماتے ہیں:

اعلم ان حرمة النبي ﷺ بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته وذلک عند ذكره ﷺ وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته ومعاملة آله وعترته وتعظيم اهل بيته وصحابته وقال ابوابراهيم التجيبي واجب على كل مومن متى ذكره اوذكر عنده ان يخضع ويخشع ويتوقر ويسكن من حركته وياخذ في هيبته واجلاله بما كان ياخذ به نفسه لوكان بين يديه ويتادب بما ادبنا الله به.[33]

اور جان لو کہ رسول کریم ﷺ کی توقیر و تعظیم اور آپ کا ادب واحترام، آپ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح واجب و لازم ہے، جس طرح آپ کی حیات ظاہری کے وقت واجب تھا اور یہ احترام حضور ﷺ کے ذکر کے وقت، آپ کی حدیث و سنت کے ذکر کے وقت، آپ کے اسم گرامی اور سیرت مبارکہ سنتے وقت، آپ کی آل پاک، اہل بیت عظام اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا ذکر سننے کے وقت واجب ہے۔ ابو ابراھیم التجیبی فرماتے ہیں: مسلمان پر واجب ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر خیر کرے یا اس کے سامنے آپ کو ذکر ہو تو وہ خشوع و خضوع کے ساتھ، آپ کی تعظیم و توقیر کرے۔ اپنی حرکات میں سکون و قرار کو لازم پکڑے اور حضور ﷺ کی ہیبت اور آپ کے جلال کا تصور کرے۔ وہ ان مواقع پر ایسا رہے جو اس وقت ہو، جب وہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں خود موجود ہوتا۔ اور وہ اسی طرح آپ ﷺ کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ادب سکھایا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ذکر خیر کے وقت آپ کی احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ اور آپ کی اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تذکرہ جمیل کے وقت ادب واحترام اور تعظیم و تکریم کو لازم پکڑنا بھی رسول کریم ﷺ کی توقیر و تکریم کا ہی مظہر ہے۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

لما كثر على مالک الناس قيل له لو جعلت مستمليا يسمعهم فقال: قال الله تعالىٰ: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وحرمته حيا وميتا سواء-[34]

33- قاضی عیاض، نفس مصدر، 26:2۔

34- نفس مصدر، 28:2۔

(جب حضرت امام مالک کے پاس لوگوں کی بہت زیادہ کثرت ہوگئی تو ان سے عرض کی گئی: کاش آپ کوئی مستملی[35] مقرر فرمادیتے جو لوگوں کو احادیث مبارکہ سنا دیتا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: "اے ایمان والو اپنی آوازوں کو (نبی کریم ﷺ) سے اونچی نہ کرو اور آپ کا احترام جیسا آپ کے وصال سے پہلے تھا ویسے ہی وصال کے بعد بھی ہے"۔)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عظمت و توقیر کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ کی آواز سے آواز اونچی کرنا حرام ہے اور آج بھی حضور سید عالم ﷺ کی توقیر کا یہ انداز آج بھی موجود ہے۔ رسول کریم ﷺ کے روضہ مقدسہ کی حاضری کے وقت آواز اونچی نہیں کی جائے گی اور جہاں ذکر خیر ہو، آپ کی سیرت کا تذکرہ ہو، آپ کی اہل بیت عظام اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو، وہاں بھی اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ اور ان محافل مقدسہ میں حاضر ہونے والا یہی تصور کرے کہ وہ بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہے اور جو ادب آپ کی بارگاہ اقدس کا تھا، وہی ادب آپ کی نسبت سے منعقد ہونے والی ان محافل مقدسہ کا بھی ہے۔

7. رسول کریم ﷺ کی اہانت واجب القتل جرم ہے

قرآنی تصریحات کے مطابق رسول کریم ﷺ کی توقیر و تعظیم بجالانے کا تعلق صرف اخلاقیات سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک قانونی مسئلہ بھی ہے اور یہ ایک ایسا جرم ہے جس کا مرتکب واجب القتل ہے اور آپ کو کسی بھی طریقے سے ایذا پہنچانا ایک ایسا گناہ ہے جس کے مرتکب کو دنیا و آخر میں لعنت کا مرتکب بنا دیتا ہے اور اس جرم کی سزا قتل ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤۡذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابٗا مُّهِينٗا﴾[36]

(یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ تعالی نے ان پر دنیا میں بھی لعنت فرمائی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

پھر چند ضروری توضیحات کے بعد اس لعنت کی عملی صورت کو بیان کرتے ہوئے ہوئے فرمایا:

﴿مَّلۡعُونِينَۖ أَيۡنَمَا ثُقِفُوٓاْ أُخِذُواْ وَقُتِّلُواْ تَقۡتِيلٗا﴾[37]

(وہ لوگ لعنت برسائے گئے ہیں جہاں بھی پائے جائیں پکڑے جائیں اور پوری شدت سے قتل کیے جائیں۔)

صاحب کتاب الشفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے توقیر نبوی ﷺ کے اس پہلو کو بڑی تفصیل سے اور بڑے مدلل اور مسکت انداز سے واضح فرمایا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو کسی بھی طرح اذیت

35- مستملی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو شیخ سے حدیث سن کر آگے بیان کرتا ہے۔

36- القرآن، 57:33۔

37- القرآن، 61:33۔

پہنچانا اور کسی بھی لحاظ سے آپ کی شان ہمایوں میں تنقیص یا توہین کا مرتکب ہونا، ایسا جرم ہے جس کا مرتکب واجب القتل ہے۔ وہ پہلے یہ واضح فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو ایذا دینے سے مراد کیا ہے؟ اور کون سی بات آپ کی توہین اور تنقیص تصور کی جائے گی؟ وہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعلم وفقنا الله وایاک ان جمیع من سب النبیﷺ اوعابه اوالحق به نقصافی نفسه اونسبه اودینه اوخصله من خصاله اور عرض به اوشبهه بشئی علی طریق السب له اوالازراء علیه اور التصغیر لشانه اوالغض منه والعیب له فهوساب له والحکم فیه حکم الساب[38].

(جان لو اور اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو خیر کی توفیق دے: ہر وہ شخص جس نے رسول کریم ﷺ کی توہین کی یا جس نے آپ کی ذات اقدس کی طرف کوئی عیب منسوب کیا یا آپ کی ذات اقدس، آپ کے نسب پاک، آپ کے دین حنیف یا آپ کے خصال میں سے کسی خصلت کی طرف کسی نقص کی نسبت کی یا اشارہ کیا، یا آپ کی توہین کی یا آپ کی توہین کرتے ہوئے کسی چیز سے آپ کو تشبیہ دی یا کوئی تصغیر کی یا آپ پر نکتہ چینی کی یا آپ کی عیب جوئی کی، وہ آپ کو سب و شتم کرنے والا شمار ہو گا اور اس کا حکم وہی ہو گا جو آپ کو سب و شتم کرنے والے کا ہو گا)۔

اور پھر اس کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی ﷺ یقتل وممن قال ذلک مالک ابن انس واللیث و احمد واسحاق وهو مذهب الشافعی قال القاضی ابوالفضل وهو مقتضی قول ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ولاتقبل توبته عند هولاء وبمثله قال ابو حنیفة و اصحابه والثوری واهل الکوفة فی المسلمین لکنهم قالوا هي ردة.[39]

ابو بکر منذر کہتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرے، اسے قتل کر دیا جائے گا اور یہ موقف امام مالک بن انس، اللیث، احمد اور اسحاق کا ہے اور یہی امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔ قاضی ابو الفضل کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق کے قول کا تقاضا بھی یہی ہے اور ان سب کے نزدیک ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسی طرح امام ابو حنیفہ، ان کے اصحاب، سفیان ثوری اور اہل کوفہ نے کہا ہے کہ مسلمانوں میں سے اس جرم کا مرتکب واجب القتل ہو گا۔ لیکن انھوں نے کہا کہ اس شخص کو یہ سزا ارتداد کی بناء پر دی جائے گی۔

38- الشفاء،133:2۔

39- نفس مصدر،134:2۔

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال محمدابن سخنون اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺالمتنقص له کافر والوعید علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتلومن شك في كفره وعذابه كفر واحتج ابراهيم ابن حسين بن خالد الفقيه فی مثل هذا بقتل خالد ابن ولید مالک بن نویره لقوله عن النبیﷺ صاحبکم وقال ابوسلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما.[40]

(محمد بن سخنون کہتے ہیں کہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ رسول کریم ﷺ کو سب وشتم کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالی کے عذاب کی وعید ہے اور پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو بھی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ ایک فقیہ ابراھیم بن حسین بن خالد نے اساس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے مالک بن نویرہ کو اس لیے قتل کر دیا تھا کہ اس نے حضور ﷺ کا ذکر صاحبکم یعنی "تمھارا صاحب" کہ کے کیا تھا اور ابوسلیمان کہتے ہیں: میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو کسی ایسے مسلمان کے واجب القتل ہونے میں شک کرے۔)

یعنی ان کے نزدیک توہین رسالت کے مرتکب کسی کلمہ گو کا واجب القتل ہونا امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی طور پر ثابت ہے اور یہ کوئی نزاعی معاملہ نہیں ہے۔

پھر انہوں نے اس مسئلہ کے متعدد گوشے بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی اہانت اور آپ کی تنقیص کے مرتکب کو سزا دینا بھی آپ کی توقیر وتکریم کا ہی پہلو ہے۔

نتائج بحث

اس بحث کے نتائج مندرجہ ذیل نکات سے واضح ہیں:

1. لفظ توقیر مادہ اصلیہ و-ق-ر- ہے اور وقر کے اس مادہ میں کان کے بوجھل ہونے اور ثقل سماعت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ لیکن اصطلاح میں اس سے مراد کسی کی تعظیم وتکریم بجالانا ہے۔
2. یہ انسانی جبلت ہے کہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور اس کی توقیر وتعظیم بجالاتا ہے۔ چونکہ رسول کریم ﷺ محسن عالم ہیں، اس لیے آپ کی محبت اور تعظیم وتکریم کرنا مومن کا فطرتی تقاضا ہے۔

40- نفس مصدر، 133:2۔

چونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر پہلو سے رہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی توقیر و تعظیم کے متعدد پہلو بیان فرمادیئے تاکہ اہل ایمان اس نازک اور حساس معاملہ میں افراط و تفریط سے بچ کر حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم بجالائیں اور ایمانی حلاوتیں پاکر دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہو سکیں۔

3. صاحب کتاب الشفا قاضی عیاض مالکی نے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہوئے حضور کی توقیر و تعظیم کے متعدد پہلو بیان فرمائے ہیں۔
4. ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت اور آپ ﷺ کے ذکر خیر کرنے اور سماعت کرتے وقت آپ پر درود و سلام پڑھا جائے۔
5. حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس سے توجہ طلب کرتے ہوئے کسی ذو معنی لفظ کا استعمال حرام ہے۔
6. حضور سید عالم ﷺ سے کسی بھی طرح سبقت لے جانے کی کوشش کرنا بھی توقیر نبوی ﷺ کے منافی ہے اور آپ ﷺ سے گفتگو کرتے وقت بھی سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اور آپ ﷺ کے کسی حکم اور فیصلے پر مطمئن نہ ہونا اور اسے کافی نہ سمجھنا بھی آپ سے پیش قدمی کرنے جیسا ہی جرم ہے، اس لئے ایسی سوچ بھی منع ہے۔
7. حضور سید عالم ﷺ کے کلام کی توقیر و تعظیم کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ اقدس میں آوازوں کو پست رکھا جائے اور کسی کی آواز آپ کی آواز سے بلند نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کے روضہ اقدس پر حاضری کے وقت بھی آوازوں کو پست رکھا جائے، آپ کے ذکر خیر کے وقت، آپ کی احادیث مبارکہ کے بیان کے وقت اور آپ کے اہل بیت عظام رضی اللہ عنھم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے تذکرہ کے وقت بھی انھیں آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔
8. حضور سید عالم ﷺ کی توقیر بجالانے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جو آپ کی توہین یا تنقیص کسی بھی انداز میں کرے، اسلامی ریاست اسے قتل کی سزا دے۔ آپ کی توہین کرنے والے کے واجب القتل ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

Bibliography

1. Al-Qur'ān
2. ʿAbd Allāh ibn Saʿīd ibn Muḥammad ʿAbbādī, *Muntahā al-Suʾāl ʿalá Wusūl al-Waṣā'il ilā Shamā'il al-Rasūl,* ﷺ Juddah: Dār al-Manhāj, 1426h.
3. ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ*, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1403H.
4. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī al-Faḍl Jaʿfar ibn Idrees al-Ḥasanī, *Al-Risālah al-Mustatrafah li-Bayān Mashhūr Kutub al-Sunnah al-Mashrafah*, Damascus: Dār al-Bashā'ir al-Islāmīyah, 1421H.
5. Abū ʿAbd al-Rahmān al-Khalīl ibn Ahmad ibn ʿAmr ibn Tamīm al-Farāhidī al-Basrī, *Kitāb al-ʿAyn*, Dār wa Maktabat al-Hilāl.
6. Abū al-ʿAbbās Shahāb al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad Tilmisānī, *Azhār al-Riyāḍ fī Akhbār al-Qāḍī ʿIyāḍ*, Cairo: Maṭbaʿat Lajnat al-Ta'līf wa al-Tarjama wa al-Nashr
7. Abū al-ʿAbbās Shams al-Dīn Ahmad ibn Muhammad ibn Khalkhān, *Wafayāt al-Aʿyān wa-Anbāʾ Abnāʾ al-Zamān*, Bairut: Dār Sādir, 1900 AD.
8. Abū al-ʿAbbās Shihāb al-Dīn Ahmad ibn Muhammad Tilmisāni, *Azẖār al-Riyād fī Akhbār al-Qādī ʿIyād*, Cairo: Matbaʿat al-Lajnat al-Taʾlīf wa al-Tarjama wa al-Nashr.
9. Abū al-Fadl al-Qādī ʿIyād ibn Mūsá al-Yahsabī, *al-Shifāʾ bi-Tarfīf Huqūq al-Mustafá*, Beirut: Dār al-Fikr al-Tibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1409H.

10. Abū al-Fidā Ismāʿīl ibn Kathīr al-Dimashqī, *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*, Cairo: Dār al-Hadīth.
11. Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn (Sulṭān) Muḥammad al-Mawlā al-Qārī, *Sharḥ al-Shifāʾ*, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1421h.
12. Abū al-Qāsim Khalf ibn ʿAbd al-Malik ibn Bashkuwāl, *Al-Ṣilah fī Tārīkh Aʾimmat al-Andalus*, Egypt: Maktabat al-Khānji, 1374h.
13. Marāʾah al-Jinān wa *ʿIbrahat al-Yaqzān fī Maʿrifat Mā Yuʿtabar Min Hawādith al-Zamān*, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417H.
14. Abū Zakariyā Muhyī al-Dīn Yahyá ibn Sharaf al-Nawawī, *Tahdhīb al-Asmāʾ wa al-Lughāt*, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah
15. Waḥid al-Zamān Qāsimī, *Al-Qāmūs al-Wāḥid*, Lahore: Dār al-Ishāʿat.
16. Ibn Manẓūr al-Afriqī, Lisān al-ʿArab (Bayrūt: Dār Ṣādir, 1996
17. Jamāl al-Dīn Abū al-Hasan ʿAlī ibn Yūsuf al-Qiftī, Inbāh al-Ruwāh ʿalā Anbāh al-Nahāha, Bayrūt: al-Maktabat al-ʿAnsharīyah
18. Luʾīs Maʿlūf , al-Munjid, Īrān : Intishārāt Ismāʿīliyyān
19. Mawlānā Wāḥid al-Zamān Qāsimī, al-Qāmūs al-Wāḥid, Lāhūr: Dār al-Ashāʿāt
20. Qāḍī Muḥammad Thannā Allāh al-Maẓharī, al-Tafsīr al-Maẓharī, Quṭṭa : Maktabah Rashīdiyyah
21. Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muhammad ibn Ahmad Dhahabī, Tadhkirat al-Huffāz, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah

22. Shams al-Dīn Abū al-Maʿālī Muhammad ibn ʿAbd al-Rahmān ibn al-Ghazzī, Dīwān al-Islām, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1411h

23. Shihāb al-Dīn Abū al-ʿAbbās Ahmad ibn Khālid ibn Muhammad al-Nāsirī al-Darʿī al-Jaʿfarī al-Salāwī, al-Istiqsā li-Akhbār Duwal al-Maghrib al-Aqsá, al-Dār al-Baydā: Dār al-Kita